Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۰۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۹ | ۱۹ ہجرت ۱۳۳۹ ہش ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ ۱۹ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۰

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب کو علم ہے کہ حضور ایک لمبے عرصہ سے علیل چلے آ رہے ہیں اسلئے تمام احباب جماعت خاص توجہ اور التزام اور درد وانحاح کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ کام والی لمبی زندگی عطا کرے آمین اللھم آمین۔

لاہور ۱۴ مئی الفضل میں شائع شدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آجکل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت بہت گری گری رہتی ہے گھبراہٹ اور بے چینی کے علاوہ کمزوری بھی بہت ہے حضرت ممدوح بغرض علاج مورخہ ۱۲ مئی کو بذریعہ موٹر کار لاہور تشریف لے گئے ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال علاقہ جنوبی ہند کے سفر پر ہیں احباب انکے لئے بھی دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر و حضر میں سب کا حامی و ناصر ہو اور دارالامان میں بسلامت واپس لائے۔ آمین۔

آزادی کے پہلے اور آزادی کے بعد

صنادید ہند کو تبلیغ اسلام

از محترم جناب ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی ڈی لٹ صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی ۔ پٹنہ

دسمبر ۱۹۴۷ء میں پٹنہ یونیورسٹی نے پنڈت جواہر لال نہرو کو ڈاکٹر آف لاء کی اعزازی ڈگری دی تھی۔ عطائے سند کے موقعہ پر سری راجگوپال آچاریہ نے خطبہ دیا تھا۔ اسی تقریب پر مہاراجہ دربھنگہ نے یونیورسٹی کے اساتذہ عمائدین شہر اور وزراء کو ایک بڑی دعوت عصرانہ دی تھی۔ میں بھی اس دعوت میں شریک تھا سب سے پہلے میں نے راجہ جی کی خدمت میں ٹیچنگز آف اسلام انگریزی پیش کیا۔ اور اُن سے آدھ گھنٹہ تک الہام کے مسئلہ پر گفتگو ہوتی رہی راجہ جی نے سوال کیا۔ کیا یہ دریا، یہ آسمان، یہ درخت خدا کا الہام نہیں؟ غالباً وہ مکالمۂ الٰہیہ کے قائل نہ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ سعدی شیرازی نے اسلامی اصول کے تحت ان سب کو الہام کی ایک قسم قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

ٹیچنگز آف اسلام میں اسلامی حقائق کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود نے فرمایا کہ وحی و الہام کے مدارج ہوتے ہیں۔ آقائے نامدار سردار انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ مصفّٰی و مجلّٰی وحی ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو واضح و روشن اور یقینی طور پر تسلی بخش مخاطبہ و مکالمۂ یقینیہ سے نوازا اور آپ کے طفیل آپ کے غلاموں میں ظلّی طور پر یہ سلسلہ جاری ہے میں نے ایک تمثیل پیش کی اور عرض کیا کہ کسی محبوب وجود کی یاد، اس کی بنائی ہوئی چیزوں کی دید، اسکے مخصوص لباس کی خوشبو یہ سب محبت خیز ہیں۔ لیکن اس عالم سرشاری کا کیا کہنا۔ جب محبوب کوئی مکتوب اپنے قاصد خاص کے ذریعہ بھیجے اور اس والہانہ وجد و رقص کی کیفیت اس خوش نصیب سے پوچھئے جسے خود محبوب پکار کر کہے۔ "اے میرے پیارے!" اسلام یقین کامل کی منزل پر پہنچاتا ہے۔ وحی والہام کی اعلیٰ ترین ہستی قرآن مجید ہے

اس نکتہ کے بعد اور مسائل پر باتیں ہوتی رہیں۔ بعد ازاں خوش قسمتی سے مجھے پنڈت جواہر لال نہرو کی خدمت میں بھی دو کتابیں پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ نظام نو اور اسلام کا اقتصادی نظام۔ قریباً بیس منٹ تک پنڈت جی نے مجھے گفتگو کا موقعہ عنایت فرمایا۔ پہلے ملاسم اور پٹنہ کے عجیب دل کی پرورش کے بارے میں باتیں ہوئیں۔ اور بعد ازاں میں نے عرض کیا کہ آپ ہندوستان کے وزیر اعظم (کانگرس لیگ متحدہ کابینہ) ہیں۔ اور چوٹی کے لیڈروں میں سب سے زیادہ آپ کو اقتصادی تنظیم اور منصوبہ بندی کی فکر ہے اور اسکا شعور حاصل ہے مسلمان اس ملک کی فلاح چاہتے ہیں۔ اور میں اسی بنا پر یہ دو اردو کتابیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ ان میں اسلامی تصور معاش و معیشت کی وضاحت ہے۔ پنڈت جی نے بڑی خندہ پیشانی سے تحفہ قبول کرتے ہوئے فرمایا۔ "کیا چودہ سو سال پہلے کے اقتصادی قوانین ان کتابوں میں درج ہیں۔ اور کیا آج کے مسائل کا حل ان سے ممکن ہے؟" میں نے جواباً عرض کیا۔ "ہر پرانی چیز منسوخ کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ مثلاً انسانی شرافتِ نفس، ماں کی محبت، بھائی بہن کا پیار، دوست کی وفاداری۔ اسلام نے حیات و اقتصاد کے اٹل بنیادی اصول بتائے ہیں۔ اور ان اصولوں کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے تعبیر و تشریح پیش کی گئی ہے۔ آپ ان کتابوں کو پڑھ کر خود مطمئن ہو جائیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کثرت مشاغل کے باوجود آپ ان کا ضرور مطالعہ فرمائیں گے۔" پنڈت جی نے مصافحہ کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوتے ہوئے میں نے ادب سے کہا۔ "میں نہایت ممنون ہوں گا اگر آپ ان دونوں کتابوں کو پڑھنے کی فرصت پا لیں۔"

۱۹۴۷ء کے اوائل میں فسادات بہار کی آگ بجھانے اور زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے گاندھی جی پٹنہ تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ اسلامیہ کا ایک وفد اُن سے ملا۔ اس وفد کے ساتھ مجھے بھی باریابی کا موقعہ ملا تھا۔ وفد نے قرآن مجید پارہ اول انگریزی اور چند دیگر اسلامی کتب گاندھی جی کی خدمت میں پیش کیں۔ اور سیاستاً میں انہیں دعوت اسلام دی۔ گاندھی جی نے فرمایا "میں تو مسلمان ہوں۔ میں مسلمان ہوں کیونکہ کہ ہندو ہوں۔ میں ہندو ہوں اور مسلمان ہوں"۔ جناب والد صاحب مولوی سید وزارت حسین مدظلہٗ امیر وفد تھے۔ آپ نے جواباً کہا۔ "اسلام کی تعلیمات کی بنا پر ایک پکا مسلمان تو یہ دعویٰ کر سکتا ہے (باقی صفحہ پر)

۱؎ ۲؎ مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ اسلامیہ

یوم خلافت

بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۶۰ء

۲۷ مئی کا دن یوم خلافت ہے۔ اس دن حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ اول منتخب ہوئے تھے۔ اس دن تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور جلسوں میں خلافت کی اہمیت و برکات بیان کی جائیں اور احباب جماعت کے ذہن نشین کرایا جائے کہ خلافت نبوت کا ایک ضروری تتمہ ہے اور اس کا وجود ضروری ہے جملہ عہدیداران نوٹ فرمالیں اور ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ــ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۶۰ء

عالمی سیاست کے داؤ پیچ

اس وقت عالمی سیاست دو بلاکوں (روسی اور امریکی) میں بٹ چکی ہے۔ جو ایک لحاظ سے دو مخالف نظریوں کا مقابلہ ہے ایک طرف اشتراکی نظام ہے۔ جس کی نمائندگی روسی بلاک کر رہا ہے۔ تو دوسری طرف سرمایہ داری کا نظام ہے جسے امریکہ سے نسبت دی جاتی ہے۔ اگر ان دو مخالف نظریات کا مقابلہ محض معقولی حد تک ہوتا تو خیر کوئی بات نہ تھی مگر اس کشمکش کے پیچھے ایک ہیبتناک عالمگیر تباہی کا طوفان نہایت تیزی سے بڑھتا نظر آرہا ہے۔ کیونکہ جس رنگ میں اسلحہ سازی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی سرتوڑ کوشش کی جا رہی ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تیسری عالمگیر جنگ جسے اب تو ایٹمی جنگ کا نام بھی دیا جا رہا ہے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اور اندر ہی اندر اس کا لاوا پک رہا ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ اس آتش فشاں پہاڑ کا منہ کب پھٹ جائے اور اس سے آگ کے بادل آن کی آن میں ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔ سرد جنگ کا بازار گرم ہے ــ دونوں طرف سے پراپیگنڈا اور بیان بازی۔ خودستائی نعرہ بازی اور دھمکیوں میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جا رہی ــــ!! اور عجیب بات یہ ہے کہ ساتھ ہی "امن" "امن" کی پکار بھی جاری ہے۔!!

یہ سیاست ہی کا لبادہ ہے جسے اوڑھ لینے کے بعد بغل میں چھری اور منہ میں رام رام کی پالیسی کو چنداں قابل اعتراض نہیں سمجھا جاتا!! یہی وجہ ہے کہ ادھر وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف امریکہ میں کئی روزہ کے دورہ کے لئے جاتے ہیں۔ اور امریکی عوام "بڑی کشادہ دلی" سے اُن کا استقبال کرتے ہیں اور جواباً صدر امریکہ مسٹر آئزن ہاور کو بھی اپنے ملک کے دورہ کی دعوت دے آتے ہیں چنانچہ اگر ۱۶ رمئی کو پیرس میں منعقدہ چوٹی کانفرنس کے موقعہ پر مسٹر خروشچیف اپنی اس دعوت کو واپس نہ لے لیتے تو ماہ جون میں امریکہ کی یہ عظیم شخصیت بھی آہنی پردوں کے پار کی سرزمین میں بل چیرہی ہوتی اور روسی عوام بھی جوابی رنگ میں "ہنسی خوشی" اُن کا استقبال کرکے ریاکاری کا مظاہرہ کرتے۔!

یہ دعوت کا واپس لے لینا بھی درحقیقت اسی عالمی سیاست کے داؤ پیچ کا شاخسانہ ہے۔ باوجود ظاہری طور پر خیر سگالی کے اظہار کے اندر ہی اندر ایک بلاک دوسرے کو نیچا دکھانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے اور ہر فریق دوسرے کی خفیہ جنگی تیاریوں سے اطلاع پانے کی سعی میں ہے۔ چنانچہ اس خیال سے کہ روس اپنے آہنی پردہ کے پیچھے کیا کچھ جنگی تیاریاں کر چکا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے امریکہ نے بہت بلندی پر پرواز کرنے والے نہایت تیز رفتار ہوائی جہازوں کے ذریعہ روس میں جاسوسی کی مہم جاری کر رکھی ہے۔ چنانچہ یکم مئی کو جو امریکی ہوائی جہاز روس میں گرایا گیا وہ اسی کا شاخسانہ قرار دیا گیا ہے ــ!!

روس میں جہاز کے گرائے جانے کا واقعہ کیا ہوا جانبین سے بیان بازی اور سرد جنگ اور تیز ہوگئی۔ ادھر روس نے احتجاج کیا اور ادھر امریکہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا اور نہ صرف یہ کہ روسی علاقہ میں جاسوسی کی غرض سے امریکی جہاز بھیجے جانے کا اعتراف کیا بلکہ صاف کہا کہ

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

علاوہ ازیں یہ اعلان کیا گیا کہ امریکہ عنقریب ایک ایسا مصنوعی سیارہ چھوڑنے والا ہے جو سارے ملک روس پر سے گزرتے ہوئے ضروری فوٹو بھی لے گا۔

اب اس ماحول میں ۱۶ رمئی کو پیرس میں سربراہوں کی کانفرنس بھی ہو رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اگرچہ کسی پائیدار امن و صلح کی امید تو نہیں کی جا سکتی۔ تاہم بڑوں کی یہ کانفرنس کچھ دنوں تک دنیا کو اپنے خیالات کا مرکز ضرور بنائے رکھے گی۔ اور اگر حالات زیادہ کشیدہ نہ ہوئے (جس کا اندیشہ ہے) اور بڑے کچھ دیر کے لئے مل بیٹھے تو پھر بھی کیا ہوگا یہی کہ کچھ رسمی بیانات اور ادھر ادھر کی چند باتیں جن سے نہ تو عوام الناس کے دل کی دھڑکن کم ہوگی اور نہ اُن کی پریشانی کا حل!!

سچ تو یہ ہے کہ یہ عالمی سیاست ہی کی بے راہ روی کا نتیجہ ہے کہ نہ بڑوں کی کانفرنسیں نوع انسان کے لئے پائیدار امن و شانتی کا پیغام لانے کا موجب بنتی ہیں اور نہ چھوٹوں کی باہمی گفتگو!! حتیٰ کہ ہر ایسی کانفرنس بجائے ملاپ پیدا کرنے کے باہمی تنافر کی خلیج کو بڑھاتی اور ایکدوسرے سے دور لے جانے کا باعث بنتی ہے اس کی اصل وجہ یہی خود غرضی اور مطلب پرستی کی وبا ہے۔ جس کے ماتحت ہر کوئی بس اپنا اُلّو ہی سیدھا کرنا چاہتا ہے۔ باوجود صفِ اوّل کی ترقی یافتہ مہذب و متمدن اقوام کہلانے اور علمی برتری پر فخر کرنے کے باہمی عناد و دشمنی کی شدت سے اندھے ہوئے جا رہے ہیں۔ اُنہیں تو اپنے مدمقابل کو نیچا دکھانے سے غرض ہے۔ اُن کی بلا سے دنیا میں انسانیت کا نام و نشان باقی رہتا ہے یا نہیں؟

یہی وہ مقام ہے جہاں عصر حاضر کی بیمار سیاست کی مرض کی تشخیص ہوتی ہے ــ!! اگر نیتیں صاف ہوں اور دلوں میں نوع انسان سے حقیقی ہمدردی اور انسانیت کے بلند مقام کی پاسداری ہو تو یہی تباہ کن ہتھیار انسانیت کی فلاح و بہبود کے سامانوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں جو نہی سیاست کے یہ داؤ پیچ اپنا رخ بدل لیں گے اُسی وقت انسان کے لئے پائیدار امن و شانتی کا دروازہ کھل جائے گا!!

اسلام کے متعلق غیر مسلموں کی غلط فہمیاں

سب لوگ یکساں سوجھ بوجھ کے مالک نہیں ہوتے۔ پڑھے لکھے آدمیوں میں سے بیشک بعض ایسے بھی ہوں گے جو محض اشارے سے بات کی تہہ تک پہنچ جائیں گے لیکن ایک بڑی تعداد ایسے افراد کی نظر آئے گی جو باوجود کسی قدر تعلیم یافتہ ہونے کے ہر بات کی کنہ اور حقیقت تک پہنچنے میں مختلف قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں گے۔ ایسی غلط فہمیوں کا امکان اس وقت نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ جب زبان مختلف ہو۔ اور پڑھنے والا محض تراجم پر انحصار رکھے یا اس بات کے محل استعمال اور مواقع استدلال سے بے خبر ہو۔

مثلاً اسلامی مسئلہ جہاد کے متعلق غیر مسلم دنیا سینکڑوں طرح کی شدید غلط فہمیوں میں مبتلا ہے۔ اس سلسلہ میں زیادہ قابل افسوس بات تو یہ ہے کہ ان غلط فہمیوں کی جڑیں مضبوط کرنے میں خود مسلمانوں نے جان بوجھ کر یا غیر شعوری رنگ میں حصہ لیا۔ مثال کے طور پر ایک لمبے زمانہ تک اسلامی دنیا کے بیشتر سرکردہ افراد کی بیان کردہ اسلامی جہاد کی تعبیر و تفصیل محض جہاد بالسیف کے اردگرد ہی گھومتی رہی۔ حالانکہ اسلامی تعلیم کی رو سے جہاد کی یہ ایک ادنیٰ قسم ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح نفس کو جہاد اکبر قرار دیا اور قرآن کریم کی مقدس تعلیم کو ساری دنیا میں پھیلانا کلام اللہ کی رو سے جہاد کبیر!!

اب اسی قسم کے ذہنی ماحول میں جن علماء اسلام نے قرآن کریم کے تراجم کئے یا متداول احادیث کی شروح لکھیں تو تمام ایسی آیات و احادیث کو بھی اسی ڈھنگ سے بیان کر گئے۔ اگر معترضین ان اعتراضات کو مدنظر رکھئے جو عصر حاضر میں مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں تو آیات و احادیث کے تراجم کے (باقی صـ ۱۲ پر)

عیدالاضحیہ کے موقعہ پر

قادیان میں قربانی دینے کا انتظام

حسب دستور سابق اس سال بھی بیرونجات کے احباب کے لئے اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ اُن کی خواہش کے مطابق قادیان کی مبارک بستی میں عید کے موقعہ پر انکی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا جائے۔ اسلئے ایسے احباب جلد از جلد امیر مقامی کے نام اپنی قربانی کے جانور کی قیمت جس کا ۲۰ تا ۳۰ روپے کے درمیان اندازہ کیا گیا ہے بھیج دیں تاکہ ان کی طرف سے بروقت قربانی کا انتظام کیا جا سکے۔

عید کے موقعہ پر قادیان میں دی گئی قربانی جہاں آپ کی قلبی مسرت کا موجب ہوگی وہاں اس سے قادیان کے درویش بھی فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر بوجہ حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے خود قربانی دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور بیرونجات کے احباب کی طرف سے جو جانور اس جگہ ذبح کیا جائے گا درویشان کرام بھی اس کے گوشت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

پس احباب کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

خاکسار عبدالرحمن امیر مقامی قادیان

خطبہ جمعہ

ایک زندہ قوم کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اپنے اعمال کی نگرانی کرتی رہے

نوجوانوں اور بچوں کی تربیت کی طرف خصوصیت کے ساتھ زیادہ توجہ کی ضرورت ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲ ستمبر ۱۹۴۹ء۔ بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج میں جماعت کو نہایت اختصار کے ساتھ اس امر کی طرف

توجہ دلانا چاہتا ہوں

کہ اسے افراد کی اخلاقی نگرانی کی طرف توجہ رکھنی چاہیئے۔ تعلیم و تربیت کا محکمہ اول تو ہر جماعت میں ہوتا نہیں اور اگر ہوتا ہے تو اس کے معنے صرف یہ سمجھ لئے جاتے ہیں کہ سال گذار نے پر رپورٹ کر دی جائے۔ کہ حضور ہماری جماعت میں بہت سی کمزوریاں ہیں۔ دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ ان کی اصلاح کر دے۔ حالانکہ تعلیم و تربیت کے تو یہ معنے ہوتے ہیں کہ دیکھا جائے۔ جماعت میں کون کون سے عیوب پائے جاتے ہیں اور پھر ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ مختلف جماعتوں میں مختلف کمزوریاں ہونگی۔ کسی جماعت کے افراد میں ہمدردی کم ہو گی۔ کسی میں مالی قربانیوں کے لحاظ سے کمزوری ہو گی۔ کسی جگہ نمازوں میں سستی ہو گی۔ پھر کئی گناہ ایسے ہوتے ہیں۔ جو بعض حالات میں زیادہ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً پارٹیشن کے بعد اتنی لوٹ مچائی گئی۔ کہ اس کی اہمیت دلوں میں کم ہو گئی۔

سیکرٹریان تعلیم و تربیت کو چاہیئے

کہ وہ ایک دوسرے سے مشورہ کر کے اس قسم کے تمام عیوب کو دُور کرنے کی کوشش کریں جو جماعت میں پائے جاتے ہیں خصوصاً نوجوانوں اور بچوں کی اصلاح کی طرف انہیں توجہ کرنی چاہیئے اور ماں باپ کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرانا چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو نمازیں پڑھائیں چھوٹے چھوٹے مسائل سکھائیں مثلاً ہاتھ دھو کر کھانا کھانا چاہیئے۔ الحمد للہ اور سبحان اللہ کثرت سے کہتے رہنا چاہیئے۔ تسبیح اور استغفار کی عادت ڈالنی چاہیئے اگر ایسا ہو جائے تو بڑی عمر میں ایمان اتنا مضبوط ہو جائے گا۔ کہ اگر انہیں کوئی ٹھوکر بھی لگے گی تو وہ ٹھوکر ان کو بے ایمان نہیں کرے گی۔ یہ چیز ایسی ہے۔ جس کا استدراج کے ساتھ تعلق ہے۔ انقلاب کے ساتھ نہیں۔ انقلابی حالات شاذ و نادر آتے ہیں باقی اوقات میں ہمیشہ بتدریج ترقی ہوتی ہے۔ انقلابی تغیر کے تو یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ سب کمزوریاں یکدم دور ہو جائیں لیکن استدراج یہ ہے کہ کبھی ایک کمزوری دور ہو گئی۔ تو کبھی دوسری اور یہ چیز جدوجہد اور محنت اور قربانی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

پس میں جماعت کے تمام دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس طریق کو اختیار کریں۔ اور

روحانیت میں ترقی کرنے کی کوشش کریں

جب تمہاری حالت انقلاب کے ساتھ وابستہ نہیں۔ تو پھر انقلاب کے انتظار کرنے کے کیا معنے۔ اگر تمہارے لئے انقلاب مقدر ہوتا۔ تو ایمان لانے کے فوراً بعد تمہاری حالت درست ہو جاتی۔ لیکن ہوا یہ کہ ایمان لانے کے ساتھ تم نے بعض کمزوریوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور اب دوسری کمزوریوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور اب دوسری کمزوریوں کو تمہیں

محنت اور قربانی

کے ساتھ دور کرنا پڑے گا ہر سیکرٹری کو چاہیئے کہ جماعت کو بیدار کرے۔ اور ایک معیّن پروگرام بنایا جائے۔ کہ فلاں فلاں کمزوریوں کی اصلاح کرنی ہے۔ اور رجسٹر بنائے جائیں۔ جن میں اسباب کا ریکارڈ رکھا جائے کہ فلاں فلاں کمزوریوں کی اصلاح باقی ہے۔ اسی طرح جماعت کے افراد کو نوافل اور تہجد پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ جماعت کے افراد سے ہمیشہ پوچھتے رہنا چاہیئے۔ کہ کتنے افراد ہیں جو تہجد پڑھتے ہیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ سستی بڑھتے بڑھتے ایک وقت آ جائے کہ سنن بھی ترک ہو جائیں۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ

فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی ایک بہن تھیں۔ وہ ان سے ملنے گئے۔ تو اس نے کہا بھائی مجھے تو ذکر الٰہی میں بڑا لطف آتا ہے۔ اس لئے میں نے نوافل کم کر دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ بات ٹھیک نہیں۔ نوافل بھی ذکر الٰہی ہیں۔ لیکن ان کی ایک معیّن صورت ہے۔ اور ان کا ترک کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی پیدا ہو جائے۔ دوسرے جمعہ وہ پھر بہن کو ملنے گئے۔ تو اس نے کہا بھائی میں نے نوافل چھوڑ دیئے ہیں۔ اور وہ وقت بھی ذکر الٰہی میں ہی صرف کرنا شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ جو لطف ذکر الٰہی میں ہے وہ نوافل میں نہیں۔ بھائی نے کہا اب کے نوافل ترک کر دیئے ہیں۔ تو دوسرے وقت سنتوں پر بھی ہاتھ صاف ہو گا۔ اس نے کہا نہیں نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ تیسرے جمعہ پھر گئے۔ تو بہن نے کہا جو بات آپ نے کہی تھی وہ

ٹھیک نکلی۔ مجھے اب سنتوں میں بھی وہ لطف نہیں آتا جو ذکر الٰہی میں آتا ہے۔ بھائی نے کہا دیکھنا اب فرضوں پر بھی ہاتھ صاف ہوگا۔ چنانچہ اگلے جمعہ جب ملنے گئے۔ تو اس نے کہا میرا دل اب فرضوں میں بھی نہیں لگتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی

شیطانی حملہ ہے

انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت اسے بتائی۔ اور کہا کہ اس آیت کو مدنظر رکھ کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگو۔ اس نے دعا مانگی۔ تو خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ وہ حالت دور ہو گئی۔ دوسرے جمعہ جب بھائی ملنے گئے۔ تو بہن نے کہا۔ میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ میں نماز پڑھ رہی ہوں۔ جب میں نے سلام پھیرا۔ تو پاس ہی ایک بندر نظر آیا۔ اس بندر نے کہا۔ میں نے تو تجھے نماز چھڑوا کے رہنا تھا۔ مگر تمہارا بھائی بہت چالاک نکلا۔ اور اس نے میرا داؤ نہ چلنے دیا۔ بھائی نے کہا وہ بندر شیطان تھا جو تمہیں ورغلا رہا تھا۔ غرض جو شخص اپنے

اعمال کی نگرانی

نہیں کرتا۔ اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ وہ گرتے ہوئے کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔ لیکن زندہ قوم کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے اعمال کی نگرانی کی جائے مثلاً اگر حرام خوری کی مرض کسی جماعت میں پائی جاتی ہے۔ اور اس کی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کچھ مدت کے بعد دیانت اُٹھ جائے گی۔ یا اگر کسی جماعت میں ظلم زیادہ ہوتا ہو۔ تو دیکھنے والے کہیں گے کہ ظلم میں کیا رکھا ہے۔ اگر یہ چیز بُری ہوتی۔ تو فلاں عہدہ دار ایسا کیوں کرتا۔ غرض آہستہ آہستہ ایسے وساوس پیدا ہو جائیں گے۔ جو جماعت کی دینی حالت کو گرا دیں گے اور پھر اس کی اصلاح کے لئے لمبی اور متواتر جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ وقت زیادہ گزر رہا ہے۔ ہمیں اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہیئے لوگ زمانۂ نبوی سے جتنا دُور ہوتے جاتے ہیں۔ انوار الٰہی کی بارشوں میں اتنا ہی وقفہ پڑ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ایک چوکس اور بیدار انسان کی طرح

اپنے فرائض کو سمجھو

اور اپنی اصلاح کو باقی تمام کاموں پر مقدم قرار دو۔ کہ اسی میں تمہاری نجات ہے۔

ولادت

قادیان ۱۳ رمئی۔ بوقت ۹ بجے صبح بروز جمعہ مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان کے ہاں پانچویں لڑکی تولد ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(ادارہ)

صنادید ہند کو تبلیغ اسلام (بقیہ اوّل)

کہ وہ ہر قوم کے نبیوں اور رسولوں کو ایمانًا مانتا ہے۔ مگر قرآن مجید کے سوا اور کوئی مذہبی کتاب دوسری قوموں اور ملکوں کے رشیوں اور نبیوں کا ماننا ضروری قرار نہیں دیتی۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اور سچے مسلمان بن کر ہی صحیح معنوں میں اچھے ہندو، اچھے یہودی یا اچھے عیسائی بھی بن سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اس کے بعد بعض سیاسی امور زیر بحث آئے۔

تین چار سال قبل شری کے ایم منشی جو اُن دنوں گورنر یو۔پی تھے پٹنہ تشریف لائے سوسائٹی فار کلچرل فریڈم کی پٹنہ شاخ نے انہیں، گورنر بہار شری آر۔آر دواکر اور مسٹر کھرے کو ان دنوں یہاں آئے ہوئے تھے اپنا سٹیج پر مدعو کیا۔ میں بھی شریک تھا موقعہ نکال کر میں نے ان تینوں بزرگوں کی خدمت میں انگریزی اور ہندی زبان میں قادیان سے شائع شدہ اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ ان حضرات نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا۔

۱۴ راپریل ۱۹۶۰ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک بار اور مجھے موقعہ بخشا کہ میں پنڈت جواہر لعل نہرو وزیر اعظم ہند اور شری بھونیشور پرشاد سنہا چیف جسٹس آف انڈیا کی خدمت میں قرآن مجید کا بیش بہا تحفہ پیش کروں۔ الحمد للہ۔

پٹنہ یونیورسٹی نے اس بار جسٹس بھونیشور پرشاد سنہا کو ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری دی اور عطائے سند کی تقریب پر پنڈت جواہر لعل نہرو جی نے اساتذہ اور طلباء کے سامنے خطبہ دیا۔ بعد ازاں وائس چانسلر صاحب کی طرف سے عصرانہ تھا اُسی وقت میں نے دونوں مہمانانِ بزرگ کی خدمت میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ انہوں نے بڑی مسرت سے قبول فرمایا۔ میرے چھوٹے بھائی سید فضل احمد صاحب سلمہٗ نے مجھے ۸ راپریل کو یہ نیک تحریک کی کہ میں قادیان سے تار دے کر قرآن مجید انگریزی مع متن عربی کے ایڈیشن والے دو نسخے منگوا دیں۔ اور یونیورسٹی کے دو معزز مہمانوں کی خدمت میں پیش کروں۔ لہٰذا میں نے سنیچر تاریخ ۹ر اپریل قادیان تار دیا۔ میں بنہایت ممنون ہوں جناب مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ کا کہ انہوں نے ہدیہ کی ترسیل کا انتظار کئے بغیر قرآن مجید کے نسخے بھیج دیئے جو مجھے بروقت ۱۲ راپریل کی شام کو مل گئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

برادرم سید فضل احمد سلمہٗ نے بھی وزیر اعلیٰ بہار شری سری کرشن سنہا، انسپکٹر جنرل پولیس بہار اور اپنے کئی غیر مسلم ایس۔پی۔ اور کلکٹر دوستوں کو قرآن مجید انگریزی کے نسخے تحفۃً دیئے ہیں۔ وہ اپنے حلقۂ اثر میں لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو کھولے اور انہیں اسلام کے نور سے منور فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

میں ۱۵ راپریل ۱۹۶۰ء کو شری بھونیشور پرشاد سنہا چیف جسٹس آف بہار کی کوٹھی پر فروکش تھے۔ دونوں معزز جسٹسوں سے ڈرائنگ ہال میں ملاقات ہوئی۔ شری بھونیشور پرشاد سنہا سے میری پرانی ملاقات ہے۔ کئی مذہبی اور مذہبی جلسوں میں ہم دونوں نے ساتھ تقریریں کی ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں حضرت نیر صاحب اور مولوی محمد سلیم صاحب سلمہم اللہ پٹنہ تشریف لائے تھے اور یہاں تین ماہ تک مسلسل تبلیغ اور تبلیغی جلسے ہوتے رہتے تھے۔ ملانوں نے بڑی مخالفت کی تھی۔ اور ہمارے محترم مبلغوں پر قاتلانہ حملے بھی ہوتے تھے۔ وہ ایک علیحدہ عبرتناک داستان ہے۔ ان دنوں شری بھونیشور پرشاد سنہا اور شری سچیدانند سنہا آنجہانی نے ہمارے ساتھ بڑا تعاون اور ہمدردی کی تھی۔ اول الذکر ان دنوں پٹنہ میں بیرسٹری کرتے تھے۔ اور ثانی الذکر وائس چانسلر پٹنہ یونیورسٹی تھے۔ ان دونوں حضرات نے لیکچر ہال دلوانے میں ہمارے اعانت کی تھی۔ اور شری بھونیشور پرشاد سنہا نے ہمارے مبلغوں اور چند غیر احمدی حضرات کو جلسے پر بلایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے درجہ بدرجہ انہیں بہت آگے بڑھایا۔

میں جب ۱۵ راپریل کو اُن سے ملاقات کرنے گیا تو بڑی مسرت سے ملے اور گذرے ہوئے دنوں کی یاد دلائی۔ پھر کہنے لگے کہ "میں نے رات سے ہی قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ بہت اچھا ایڈیشن ہے"۔ پوچھا کہ "احمدیوں اور غیر احمدیوں کے قرآن شریف میں کوئی فرق تو نہیں"۔ میں نے عرض کیا کہ "قرآن مجید کا ہر نسخہ خواہ وہ کسی اسلامی فرقہ کا کسی عہد اور کسی ملک میں شائع کیا گیا ہو یا قدیم قلمی نسخے ہوں اُن میں زیر و زبر کا بھی فرق نہیں ہوتا"۔ میں نے اس بارے میں مستشرق نولڈیکے کا حوالہ دیا کہ وہ قرآن مجید کی اس معجزانہ حیثیت کا قائل ہے۔ پھر بائیبل کے مختلف بدلتے ہوئے نسخوں کا تذکرہ جسٹس صاحب نے کیا۔ گفتگو جاری رہی۔ رخصت ہوتے ہوئے میں نے چیف جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ کی خدمت میں ٹیچنگز آف اسلام کا ایک نسخہ پیش کیا انہوں نے مسرت سے قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں چیف جسٹسوں کو تبلیغ کا موقعہ عنایت فرمایا۔

فاتحہ خوانی اور قل اور چہلم اور ختم قرآن کی رسوم

ہماری جماعت کو ان رسوم سے اجتناب کرنا چاہیئے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی ربوہ

کچھ عرصہ سے بلکہ غالباً چند صدیوں سے مسلمانوں میں بعض غیر مسنون رسوم راہ پاگئی ہیں۔ جنہیں عام مسلمان اور خصوصاً اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنے بزرگوں اور عزیزوں اور دوستوں کی موت فوت کے مواقع پر ایسے رنگ میں اور اس پابندی کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔ کہ گویا وہ اسلامی تعلیم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا حصہ ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور حدیث رسول مقبولؐ اور سنت خلفاء راشدین بلکہ بعد کے جلیل القدر ائمہ کے مبارک اسوہ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ ان رسوم میں خصوصیت کے ساتھ مرنے والوں پر فاتحہ خوانی اور قل اور چہلم اور حلقہ باندھ کر ختم قرآن کی رسوم خاص طور پر بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ اور انہیں نہ صرف موجب ثواب بلکہ ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اور مجھے بعض خطوط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شاذ کے طور پر بعض ایسے کمزور اور ناواقف احمدی بھی (خصوصاً مستورات) جنہیں روحانیت اور علم دین کے لحاظ سے گویا بادیہ نشین کہنا چاہیئے کبھی کبھی ماحول کے اثر کے ماتحت ایسی غیر مسنون رسوم میں مبتلا ہونے کی طرف جھک جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض میں سے ایک اہم غرض حضور کے الہاموں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ:—

یحی الدین ویقیم الشریعۃ

یعنی مسیح موعود اسلام کے مٹے ہوئے نقوش کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور شریعت کو اپنی اصل صورت میں نئے سرے سے قائم کرے گا۔

پس احمدی بھائیوں اور بہنوں کو اس قسم کی تمام غیر مسنون رسوم سے قطعی پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ ان پر نعوذ باللہ وہ مثل صادق آئے گی کہ

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اگرچہ اس قسم کی غیر اسلامی رسوم میں کبھی شامل نہیں ہوا اور میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری نسل کو بھی ایسی غیر مسنون رسوم سے بچا کر رکھے۔ اور ہمیشہ حقیقی اور پاک فقہ اسلام پر قائم رکھے) مگر جو کچھ دوسروں سے ان رسوم کے متعلق سننے میں آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ فاتحہ خوانی کی رسم تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کے جنازہ اور تدفین وغیرہ کے بعد اس کے عزیز و اقارب اور دوست و آشنا دور و نزدیک کے ملاقاتی مرنے والے کے مکان پر ہمدردی کے خیال سے وقتاً فوقتاً جاتے ہیں اور ہاتھ اٹھا کر ایک آدھ منٹ یونہی ہاتھ نیچے کر کے یہ رسم ختم کر دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی جاتی ہے جسے فاتحہ خوانی کا نام دیا جاتا ہے یا کسی فوت شدہ عزیز یا بزرگ یا قومی لیڈر یا مذہبی راہنما کی قبر پر جا کر اس قسم کی رسمی فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ لیکن سارے قرآن کو دیکھ جاؤ۔ اور ساری صحیح حدیثوں کو چھان مارو۔ اور عہد نبویؐ اور زمانہ خلافت راشدہ کی ساری تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو اس قسم کی فاتحہ خوانی کا کوئی ثبوت بلکہ شائبہ تک نہیں ملتا۔ بے شک مرنے والوں کے لئے مغفرت اور درجات کی بلندی کی دعا کرنا مسنون ہے۔ خواہ یہ دعا گھر پر کی جائے یا قبر پر جا کر کی جائے۔ لیکن سورۃ فاتحہ تو اپنے لئے دعا ہوتی ہے نہ کہ مرنے والے کے لئے۔ اور بہر حال اسے اس قسم کی بے جان رسم کا رنگ دینا تو سراسر بدعت ہے جس کی ہماری شریعت میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ کوئی شخص خیال کر سکتا ہے۔ کہ جنازہ کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ لیکن اول تو وہ ایک باقاعدہ مسنون نماز کا حصہ ہے۔ دوسرے اس میں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ خدایا ہم اس صدمہ میں بھی تیرے شکر گذار رہتے ہوئے الحمد للہ کہتے ہیں اور اپنے نیک انجام کے لئے تجھ سے دعا کرتے ہیں۔ اسی لئے جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد رکھی گئی ہے۔ جہاں مرنے والے کے لئے دعا نماز جنازہ کی تیسری تکبیر کے بعد آتی ہے

فاتحہ خوانی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

”رسمی فاتحہ خوانی درست نہیں یہ بدعت ہے۔ آنحضرت صلعم سے یہ ثابت نہیں کہ اس طرح صف بچھا کر بیٹھتے اور فاتحہ خوانی کرتے تھے۔“

(اخبار بدر ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:—

”سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم یا صحابہ کرام یا ائمہ عظام میں سے کسی نے یوں کیا؟ جب نہیں۔ تو پھر کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ بدعات کا دروازہ کھولنے کی؟ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اس رسم کی کچھ ضرورت ہی نہیں۔ جو لوگ جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں وہ اپنے طور پر دعا کریں یا جنازہ غائب پڑھیں۔“

(بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ء)

موت فوت کے متعلق دوسری عام رسم قل کی ہے۔ مگر یہ بھی ایک سراسر بدعت ہے جس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین یا صحابہ کرام یا ابتدائی اولیاء و علماء عظام کے زمانہ میں قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ بلکہ یہ رسم یقیناً ایک بدعت ہے جو بعد میں ملاں لوگوں نے اپنے فائدہ کے لئے ایجاد کر لی ہے۔ اس کی تائید میں کوئی قرآنی آیت یا کوئی حدیث یا کسی صحابی یا کسی مستند مسلمہ امام کا قول نہیں ملتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

”قل خوانی (جو مرنے والے کی وفات کے بعد تیسرے دن کی جاتی ہے) اس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے ... ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ ایسی باتوں پر کس طرح امید باندھ لیتے ہیں دین تو ہمیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ اس میں ان باتوں کا نام تک نہیں صحابہ کرام بھی فوت ہوئے کیا کبھی ان کی وفات پر کسی نے قل پڑھے؟ صدہا سال کے بعد دوسری بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہے۔“

(بدر ۱۹۰۴ء)

الغرض قل کی رسم جو آج کل اتنی عام ہے کہ غیر از جماعت لوگوں میں مرنے والے کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کی طرف سے لازماً مجلس قل کا اعلان ہو جاتا ہے۔ یقیناً یہ ایک بدعت سے زیادہ نہیں۔ جس کی کوئی سند اسلامی شریعت میں نہیں ملتی۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کو اس سے قطعی پرہیز کرنا چاہیے۔ ورنہ وہ اس سیدھے اور سادے اور پیارے مسلک کو کھو بیٹھیں گے جو ہمیں رسول پاک کے لائے ہوئے اسلام نے سکھایا ہے۔

تیسری رسم چہلم کی رسم ہے جس میں کسی عزیز یا دوست یا بزرگ کی وفات کے چالیسویں دن مجلس جمائی جاتی ہے اور کھانا پکا کر مرنے والے کے نام پر لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اس رسم کی بھی قرآن و حدیث اور صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے اقوال میں کوئی سند نہیں ملتی۔ محض ایک رسم جو اسلام کے سادہ اور دلکش چہرہ کو بگاڑ کر قائم کر لی گئی ہے۔ جس سے مرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا مرنے والے کو صرف ان نیک اعمال کا اجر پہنچتا ہے جو اس نے اپنی زندگی میں خود کئے ہوتے ہیں یا ایسے اعمال کا ثواب پہنچتا ہے جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا یا کم از کم ان کے کرنے کی نیت اور خواہش رکھتا تھا۔ مگر اپنی وفات کی وجہ سے ان کے جاری رکھنے یا انہیں بجا لانے سے معذور ہو گیا۔ اس صورت میں اگر مرنے والے کی طرف سے اس کا کوئی عزیز یا دوست یا وارث یہ عمل بجا لا کر نیت یہ رکھے کہ اس کا ثواب مرنے والے کو پہنچے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسے عمل کا ثواب مرنے والے کو پہونچ جاتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مرنے والا خود بھی اس عمل کی نیت یا خواہش رکھتا ہو یا اسے اپنی زندگی میں بجا لایا کرتا ہو۔ ورنہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کسی بے دین اور بدعمل شخص کی وفات کے بعد اس کی طرف سے نیک عمل بجا لا کر یہ امید رکھی جائے کہ اسے اس کا ثواب پہونچ جائے گا۔

یہ ایک ایسی رسم ہے جس کی شریعت میں کوئی سند نہیں۔ حدیث میں صاف آتا ہے کہ موت کے ساتھ مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ اور صرف ایسی بدعت کا اثر ملتا ہے۔ جس سے کوئی نیک انسان مجبوری کی صورت میں محروم ہو گیا ہو اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام چہلم کی رسم کے متعلق فرماتے ہیں کہ:-

"یہ رسم نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی سنت سے باہر ہے۔"

(بدر ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء)

یہی اصول تیجہ والی رسم پر چسپاں ہوتا ہے جس کی کوئی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین یا صحابہ کرام یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کے زمانہ میں نہیں ملتی۔ البتہ کبھی کبھی ایسے بزرگ کی طرف سے کھانا پکا کر ہمسایوں اور غرباء کو کھلانا جو خود اپنی زندگی میں غرباء کی امداد پر عامل رہا ہو۔ جائز ہے بشرطیکہ اسے رسم کا رنگ نہ دیا جائے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر کیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں لازماً آہستہ آہستہ رسم کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ جسے اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا۔ موجودہ مسلمانوں کی عملی حالت کو انہی رسوم نے تباہ کیا ہے۔ اور ایک سادہ اور پاک مذہب کی صورت بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر حضرت سرور کائنات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) زندہ ہو کر اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں۔ تو آپ نہ تو موجودہ مسلمانوں کے اسلام کو اپنے لائے ہوئے دین کی صورت میں پہچان سکیں گے اور نہ ہی موجودہ زمانہ کے عام مسلمانوں کو اپنی امت کے افراد یقین کر سکیں گے۔ افسوس صد افسوس کہ بدعتوں کے بے پناہ داغوں نے اسلام کی پیاری صورت کو کس طرح بگاڑ رکھا ہے!!!

چوتھی رسم ختم قرآن کی ہے اس جگہ قرآن خوانی سے گھروں میں نماز کے اوقات میں یا مسجدوں میں کلام پاک کی تلاوت مراد نہیں۔ وہ تو سراسر رحمت ہے بلکہ حقیقتہً مومن کی روح کے اطمینان کی کنجی ہے۔ بلکہ میری مراد اس جگہ ختم قرآن سے وہ رسمی قرآن خوانی ہے۔ جو کسی فوت ہونے والے کے ثواب کی خاطر حلقہ باندھ کر مکانوں میں یا قبروں پر کی جاتی ہے۔ اس قسم کی رسمی تلاوت کی قرآن و حدیث یا صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال میں قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ یہ باتیں یقیناً بعد کی ایجاد کی ہوئی بدعتیں ہیں۔ جو لوگوں نے زمانہ نبوی سے دوری کے نتیجہ میں از خود اختراع کر لی ہیں۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"مردہ پر قرآن ختم کرانے کا کوئی ثبوت نہیں صرف دعا اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے۔"

(بدر ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف جس طرز سے حلقہ باندھ کر پڑھتے ہیں یہ سنت سے ثابت نہیں ملاں لوگوں نے اپنی آمد کے لئے یہ رسمیں جاری کی ہیں۔"

(الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء)

الغرض یہ اور اسی قسم کی دوسری باتیں جن کا کوئی ثبوت قرآن مجید یا حدیث یا صحابہ کرام کے اقوال و افعال میں نہیں ملتا اور نہ ہی کسی مامور مجدد کے طریق میں نظر آتا ہے۔ یہ سب خلاف سنت رسوم اور فیج اعوج کے زمانہ کی بدعتیں ہیں جن سے جماعت احمدیہ کے افراد کو کلیتہً بچ کر رہنا چاہیئے۔ ایسی باتوں میں پڑنے سے انسان آہستہ آہستہ دین کے مرکزی نقطہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں آخری زمانہ میں اپنی اُمت کے افساد کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ میری اُمت بہت سے فرقوں میں بٹ جائے گی اور جب صحابہ نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ اس وقت حق پر کون ہوگا تو آپؐ نے فرمایا کہ:-

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

"یعنی حق پر وہ لوگ ہوں گے جو میری اور میرے صحابہ کی سنت اور مسلک پر قائم ہوں گے۔"

پس جماعت احمدیہ کو اس مبارک مسلک پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا چاہیئے اور اس سے سر مو انحراف نہیں کرنا چاہیئے۔ اور خدا کے فضل سے ایسا ہی ہے و انشاء اللہ کالعدم ہیں۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام بڑا پیارا اور عمل کی غرض سے بڑا سادہ مذہب ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ:-

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ

"یعنی ہم نے قرآنی تعلیم کو عمل کرنے کی غرض سے بہت آسان صورت دی ہے تو کیا اب ہے انسان تو اس سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں؟"

اسلام یعنی حقیقی اسلام کا خلاصہ یہ ہے (اور یہی وہ کھونٹا ہے جس کے ساتھ وابستہ رہ کر انسان یقینی طور پر نجات پا سکتا ہے) کہ انسان سب سے اول نمبر پر قرآن کو اپنے سامنے رکھے اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو اور پھر تفصیل کے لئے سنت اور صحیح احادیث سے رہنمائی حاصل کرے (جس کی تشریح کے لئے حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ بھی بڑی قابل قدر چیز ہیں) اور اس زمانہ کے مسائل یا گذشتہ اختلافات کی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو مشعل راہ بنائے جنہیں سرور کائنات فخر موجودات سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ کے لئے حکم و عدل قرار دیا ہے اس محفوظ قلعہ سے باہر جانے والے انسان کے لئے بالعموم ان معاملات میں اندھیرے میں بھٹکنے اور خلاف شرع رسوم میں اُلجھنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

میں آج کل بیمار ہوں۔ اور ان مسائل پر سیر کن بحث زیادہ تفصیل چاہتی ہے۔ اسی لئے مجبوراً صرف اسی مختصر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ جماعت کے مقامی امراء اور ضلع وار امراء کو چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقہ میں اس بات کی کڑی نگرانی رکھیں کہ کوئی احمدی مرد یا احمدی عورت خلاف سنت رسوم میں پڑ کر احمدیت کے منور چہرے کو داغدار کرنے کا رستہ اختیار کرے۔ اور مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کی حقیقت پر قائم رہے۔ بلکہ نرمی اور محبت اور ہمدردی کے رنگ میں غیر از جماعت احباب کو بھی ان خلاف اسلام رسوم کی دلدل سے باہر نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر وہ مان لیں تو ان کے لئے یقیناً بہتر ہے ورنہ وما علینا الا البلاغ۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ

(الفضل ۵/۶ ۱۲) ۶ مئی ۱۹۶۰ء

اعلان نکاح

میرے نسبتی بھائی عزیز چوہدری محمد شفیع صاحب آف جہانیاں منڈی ضلع ملتان کا نکاح عزیزہ امۃ الرشید صاحبہ بنت مکرم حکیم عبدالرحیم صاحب ملکانہ قادیان کے ہمراہ مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲ کو خطبہ جمعہ سے قبل محترم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی نے پڑھایا۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار محمد عبداللہ سیکرٹری بہشتی مقبرہ و انچارج دفتر تحریک جدید قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسار نے امسال بی۔ اے کا امتحان دیا ہے نیز میرے بھانجے عزیزم عبدالمالک نے ایف ایس سی کا امتحان دینا ہے۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے اعلےٰ کامیابی کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے

خاکسار مبشر احمد چوہدری ۵۰ انگار ڈھ روڈ کوئٹہ پاکستان

۲۔ موجودہ شکالٹ کے ایک احمدی مخلص دوست مسمی شیخ لطیف الرحمن صاحب کل بہت بیمار ہو کر علاج کے لئے مع اہل عیال کندہ پاڑہ تشریف لائے ہیں اس سے قبل بھی ان کی بیماری کے سلسلہ میں خود ان کی طرف سے ایک درخواست دعا احباب کی خدمت میں پہنچائی جا چکی ہے اب پھر موصوف کی تشویشناک حالت کے پیش نظر بزرگان سلسلہ اور درویشان کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ جلد ان کو صحت کاملہ عطا کرکے ان کی پریشانیوں کو اپنے فضل سے دور کرے۔ آمین۔ عاجز سید صمصام الدین احمد عفا عنہ خادم سلسلہ نزیل کندہ پاڑہ

دعائے نعم البدل

قادیان ۔ عزیزی مرزا محمود احمد بیگ صاحب درویش کا چھوٹا لڑکا بعمر پانچ ماہ بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز کافی روز سے سخت بیمار رہا ہر چند علاج معالجہ کے باوجود جانبر نہ ہو سکا۔ احباب والدین کے لئے صبر جمیل کی توفیق ملنے اور نعم البدل عطا کئے جانے کے لئے دعا فرماویں۔

زندگی ۔ اور ۔ موت

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب ۔ موت کیا ہے؟ انہی اجزا کا پریشاں ہونا

(چکبست)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

حیات فردی یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ انسان چند عناصر کا مجموعہ ہے اور وہ عناصر جب ایک خاص ترتیب پر مرتب ہوتے ہیں۔ تو اس کا نام "حیات" یا زندگی ہے۔ اور جب عناصر کی یہ ترتیب پریشان ہو جاتی ہے۔ تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی موت و حیات کے فلسفہ کو شاعر نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے؟ انہی اجزا کا پریشاں ہونا

نیز اسی طرح انسان کی صحت کا دار و مدار اخلاط کے متناسب امتزاج پر منحصر ہے اس تناسب میں کمی بیشی کا نام "بیماری" ہے بیماری کے آنے پر انسان مضطرب اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں اور اطباء کی طرف رجوع کرتا ہے جو علم الابدان کے ماہر ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ مناسب ادویات سے اخلاط کے تناسب باہمی کو پھر قائم کر دیں۔ جوں جوں وہ "اخلاطی تناسب" کی بحالی کو محسوس کرتا ہے۔ توں توں اُسکی طبیعت میں شگفتگی پیدا ہوتی ہے اور بالآخر وہ اپنی "بحالی صحت" پر شاداں و فرحاں ہوتا ہے۔

حیات قومی افراد کے مجموعہ کا نام قوم ہے۔ قومی حیات کا دار و مدار بھی چند عناصر یعنی اصول و قوانین کی ترتیب و پابندی پر منحصر ہے۔ اگر کوئی قوم ان اصولوں کی پابند ہے۔ تو وہ قوم ایک زندہ قوم ہے۔ اور جس قوم نے ان سب یا بعض قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر دیا یا ان طبعی قوانین کو فراموش کر دیا۔ تو وہ قوم موت کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔ اور صفحہ ہستی سے نابود ہو جاتی ہے۔ تاریخوں میں صرف اُس کا نام باقی رہ جاتا ہے بسا اوقات تاریخ کے صفحات بھی اُس قوم کے ذکر سے خالی ہوتے ہیں۔ قوموں کی ترقی و تنزل اور ان کا عروج و زوال "حیات قومی" کے ان اہم اصولوں کی پابندی و عدم پابندی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

قومی زندگی کے پانچ زریں اصول وہ زریں اصول جن پر "قومی زندگی" کا دار و مدار ہے پانچ ہیں

اول۔ تمام قوم کا ایک واجب الاطاعت امام یا لیڈر یا امیر ہو۔ یہ لیڈر نظام میں نقطہ مرکزی کی حیثیت رکھتا ہے۔

دوم۔ تمام قوم کا ایک معلوم و معروف مرکز ہو۔

سوم۔ تمام قوم کا ایک باقاعدہ بیت المال ہو کیونکہ اس کے بغیر مالی استحکام ممکن نہیں اور مالی استحکام کے بغیر قومی ترقی مشکل ہے۔

چہارم۔ افراد کے باہمی تنازعات و اختلافات کے فیصلے کے لئے عدالتی انتظام ہو۔

پنجم۔ قومی ترقی کے لئے منظم جد و جہد کا انتظام ہو۔ قومی اغراض و مقاصد سے نہ صرف اپنوں کو ہی واقف کیا جائے۔ کہ وہ عزم و ہمت سے اُن مقاصد کے حصول کی کوشش کریں بلکہ دوسری قوموں کو بھی اُن مقاصد عالیہ سے آگاہ کیا جائے۔ جارحانہ طریقوں سے اجتناب کرتے ہوئے "بقاء باہمی" کے اصول پر عمل کیا جائے۔

جن قوموں نے ان زریں اصولوں کو اپنایا وہ زندہ رہیں اور زندہ ہیں اور جنہوں نے ان اصولوں کو نظر انداز کیا۔ وہ قومی طور پر مر گئیں سچ ہے ؎

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے؟ انہی اجزا کا پریشاں ہونا

قومی حیات کا اصول اور شریعت اسلامیہ اسلام جو ایک کامل اور عالمگیر مذہب ہے۔ اُس نے بھی "قومی حیات" کے ان زریں اصولوں کو پیش کیا ہے۔ ہم اختصاراً یہاں ان امور کو بیان کرتے ہیں۔

پہلا اصول۔ واجب الاطاعت امام ہو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

(۱) وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیٰتنا یوقنون (سورہ السجدہ ع۳)

کہ ہم نے مومنوں میں سے آئمہ بنائے یعنی امام پیدا کئے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو کامیابی کی راہ دکھلاتے تھے جبکہ وہ مشکلات و مصائب میں استقلال و صبر سے کام لیتے تھے اور ہماری آیات پر ان کو یقین تھا۔

(۲) وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (سورہ نور ع۷)

اللہ تعالےٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ پہلی قوموں میں سے اُس نے خلیفے بنائے۔

(۳) حدیث نبویؐ میں ہے الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ امام ڈھال ہوتا ہے۔ اُس کی پناہ میں ہو کر جنگ کی جاتی ہے

گویا اسلامی نقطۂ نگاہ سے اسلامی نظام میں ایک واجب الاطاعت امام کا وجود ایک لازمی چیز ہے یہ امام کا ہی وجود ہوتا ہے جو قومی شیرازہ کو مجتمع رکھتا ہے اور نظام کے جسم میں ایک قلب یعنی دل کی حیثیت رکھتا ہے۔

دوسرا اصول۔ قوم کا ایک مرکز ہو

قومی تنظیم اور ترقی کے لئے ایک مرکز کا ہونا ایک طبعی امر ہے۔ دینی جماعتوں کا بھی ایک مرکز ہوتا ہے اور دنیوی جماعتوں اور حکومتوں کا بھی اپنا اپنا ایک مرکز ہوتا ہے۔ مرکز کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ لوٹ لوٹ کر وہاں آئیں۔ اور مرکزی نظام سے اپنے قومی امور میں رہنمائی حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا (بقرہ ع۱۵)

کہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور امن کی جگہ بنایا۔ اس آیت کریمہ میں مرکز کے دو فوائد بیان فرمائے گئے ہیں۔ اول یہ کہ مرکز لوگوں کے رجوع اور اجتماع کی جگہ ہے۔ دوسرے ضرورت اور مصیبت کے وقت تشتت و افتراق اور پریشانی سے بچانے اور خوف و ظلم سے نجات دلانے کے لئے امن کی جگہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں انتظامی اعتبار سے "مدینہ" قومی مرکز رہا۔ اسی مرکز سے علم اسلام پر کنٹرول کیا جاتا تھا۔

تیسرا اصول۔ قومی بیت المال ہو۔

بیت المال کی ضرورت ظاہر و باہر ہے کوئی کام دینی ہو یا دنیوی مالی طاقت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جب ایک خاندان کے لئے چند روپوں کی ضرورت ہوتی ہے تو قومی امور کی سرانجام دہی کے لئے روپیہ کی ضرورت کیوں نہ ہوگی۔ چنانچہ قومی ضروریات کے لئے روپیہ حاصل کرنے کے بارہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

(۱) خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم (سورۃ توبہ ع۱۳)

(۲) انما الصدقٰت للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ (سورہ توبہ ع۸)

کہ اے نبی تو لوگوں کے مالوں میں سے صدقہ لے کہ یہ امر فردی اور قومی تزکیہ اور پاکیزگی کا باعث ہوگا اور یہ صدقات غرباء و مساکین کے لئے ہیں۔ اور اُن کے لئے جو ان صدقات کے جمع کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ نیز اُن کے لئے جن کے دلوں کو اپنے ساتھ جوڑنا مطلوب ہو۔ اور اس طرح قیدیوں اور قرضداروں کے لئے اور اُن کے لئے جو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرتے ہیں اور مسافروں کے لئے۔ یہ فرض اللہ تعالےٰ کا مقرر کردہ ہے۔

پس یہ ارشادات ربانی قومی بیت المال کے قیام کی اہمیت۔ اُس کے اغراض و مقاصد اور مصارف کی طرف واضح اشارہ کر رہے ہیں۔ کہ بیت المال کی ضرورت ایسی ہے کہ اُسے ہر مسلم اور غیر مسلم قوم نے تسلیم کیا ہے جس قومی بیت المال کے قیام کی داغ بیل عہد نبوی صلعم میں ڈالی گئی۔ خلافت راشدہ میں وہ خوب پروان چڑھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تو یہ بیت المال سوسائٹی کے ہر حصہ کے لئے موجب خیر و برکت ثابت ہوا۔ اور کمال یہ کہ اس بیت المال کی آمد و خرچ کی ایک ایک کوڑی کا حساب رکھا جاتا تھا۔

چوتھا اصول۔ قوم میں قضاء یعنی عدالتی انتظام ہو

جب قوم میں ہر فرد کو فکر و عمل کی آزادی ہوگی۔ وہ جو رائے چاہے پیدا کرے۔ حصول دولت اور تقسیم دولت میں آزاد ہوگا۔ تو یہ امکان موجود ہے کہ کوئی فرد غلط انداز فکر یا غلط عمل کی وجہ سے کسی کے حقوق کو غصب کرے یا ناجائز طور پر نقصان پہنچائے۔ تفاوت مراتب کی وجہ سے بعض اوقات مالدار اور قوی اثر اپنے سے کمتر

پر ظلم بھی کر بیٹھتا ہے۔ پس ظالم کے ہاتھ کھڑے رکھنے کے لئے اُس کے ظلم کا انتقام دلوانے کے لئے بدکردار و بدعمل کو اس کے کئے کی سزا دینے کے لئے غاصب سے غصب شدہ حق واپس لینے کے لئے۔ غرضیکہ ایسے باہمی تنازعات و مقدمات کے تصفیہ کے لئے قومی طور پر "عدالتی انتظام" کا قیام نہایت ضروری ہے جس نظام میں غیر جانبدار لوگ مدعی اور مدعا علیہ کے بیانات سُنکر اور گواہوں کی شہادتوں کے بعد اپنے فیصلے سنائیں۔ اور اس طرح قوم میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو۔

جماعت یا قوم میں تنازعات کا پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ اگر ان تنازعات کے تصفیہ کا مناسب انتظام نہ ہو۔ تو نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اندھیر نگری۔ چوپٹ راجہ" کی مثل صادق آئے گی۔ اور جماعت بڑی آسانی سے افتراق و تشتت کا شکار ہو جائے گی۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ آنحضرت صلعم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورہ نساء ع)

تیرے رب کی قسم مسلمان کہلانے والے ہرگز ہرگز سچے مومن نہیں سمجھے جاسکتے۔ جب تک اسے رسُول اُن کے باہمی اختلافات تیرے ذریعہ تصفیہ نہ پائیں۔ اور پھر وہ اس فیصلہ پر سرِ تسلیم خم نہ کر دیں

نیز فرمایا۔ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (سورہ نساء ع)

کہ جن لوگوں کو منصب قضاء پر مامور کیا جائے وہ ان تنازعات کا تصفیہ کرتے وقت عدل و انصاف کو مدنظر رکھیں۔ چنانچہ اسلامی حکومت میں انہیں ارشادات کی تعمیل میں محکمہ قضاء یعنی محکمہ عدل و انصاف قائم کیا گیا۔

پانچواں اصول:-

تعلیم و تربیت اور تبلیغ و اشاعت

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس نظام حیات کو کوئی قوم اپناتی ہے۔ اُس کے اصولوں سے عوام الناس کو مطلع کرنا اور ان کو اُن پر عمل پیرا کروانا ضروری ہے اور پھر ان اصولوں کی اہمیت و افادیت کو غیروں کے سامنے پیش کر کے اُن کو بھی اپنا ہمنوا بنانا ضروری ہے۔ گویا قومی حیات کے لئے ضروری ہے کہ اگر ایک طرف قوم کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے تو دوسری طرف اس نظام حیات کی تبلیغ و اشاعت کا مناسب انتظام ہو چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

(۱) فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (المزمل ع)

(۲) بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ (المائدہ ع)

(۳) اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل ع)

(۴) وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ (آل عمران ع)

کہ قرآن جو تمہارے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسے پڑھو اور پڑھاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے جو پیغام حیات تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اُس کو دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ مگر اس تبلیغ و اشاعت میں حکمت اور عقلمندی کے طریق کو اختیار کرو۔ اور اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے ہر وقت تم میں ایک ایسی جماعت یا پارٹی موجود رہنی چاہیئے۔ جو لوگوں کو اس ضابطہ حیات۔ اور دین حق کی طرف دعوت دیتی رہے

پس یہ ہے وہ پنج شیل" جو قومی حیات کے لئے اسلام نے بیان کی ہے۔ اور جس جماعت میں یا قوم میں یہ پانچ اوصاف پائے جائیں گے۔ وہ جماعت ایک زندہ جماعت اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والی ہے۔ اُسی کے لئے خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (مجادلہ ع) کہ ایسی جماعت خدائی قانون کے مطابق کامیاب و کامران ہوگی

جماعت احمدیہ ایک زندہ جماعت ہے

اے متلاشیانِ حق! آپ کو مژدہ ہو۔ کہ اس زمانہ میں جبکہ مسلمانانِ عالم پراگندہ و پریشان ہیں۔ صرف ایک ہی جماعت احمدیہ ہے جو متذکرہ بالا پانچ اسلامی "تنظیمی اصولوں" پر عمل پیرا ہے۔ بفضلہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کا ایک واجب الاطاعت امام ہے۔ جس کی روحانی اقتداء و رہبری میں یہ جماعت خدمت اسلام کا شاندار فریضہ ادا کر رہی ہے۔ اس جماعت کا اپنا ایک مرکز اور اس کا اپنا بیت المال ہے۔ تنازعات باہمی کے تصفیہ کے لئے "قضاء" کا محکمہ قائم ہے۔ جہاں شریعت کی رو سے تنازعات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور اس امر کو تو ہمارے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ تعلیم اور تبلیغ اسلام کا اس جماعت نے وہ شاندار انتظام کیا ہوا ہے کہ ہندوستان پاکستان کیا ساری دنیا کے مسلمان مل کر وہ کام نہیں کر رہے۔ اس لئے اس زمانہ میں مسلمانوں میں اگر کوئی زندہ جماعت ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہے۔ کیونکہ زندگی حرکت کا نام ہے اور

اور جماعت احمدیہ ایک فعّال اور کام کرنے والی جماعت ہے اور باقی جماعتیں دعوئ اسلام تو بے شک کرتی ہیں مگر عملی طور پر پراگندہ و منتشر ہیں اُن کا نہ کوئی واجب الاطاعت لیڈر ہے نہ مرکز نہ اُن کے ہاں نہ کوئی بیت المال ہے اور نہ ہی تبلیغ و اشاعت کا کوئی منظم انتظام۔ گویا تمام اجزاء پریشان ہو چکے ہیں۔ اُن کا شیرازہ بکھرا ہوا نظر آتا ہے اور یہی امور قومی موت کی طرف اشارہ کرتے ہیں بقول شاعر ؎

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے؟ انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

بھائیو! یاد رکھو کہ آج مسلمانوں کی جو خستہ حالت ہے۔ اس سے اُن کو نجات دلا کر ترقی کی شاہراہ پر ڈالنا سوائے اس شخص کے جو خدا سے قوت قدسی پا کر آئے، نام نہاد مولویوں اور لیڈروں کیلئے ناممکن ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی جناب سے روحانی طاقت عطا فرما کر مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جس نے اس جماعت کی بنیاد ڈالی تا دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دنیا میں قائم ہو۔ اگر آپ کے دل میں بھی اسلامی غیرت و حمیت کی سچی تڑپ موجود ہے تو آپ بھی اسی مامور ربانی کی آواز پر لبیک کہکر خدمت اسلام کیلئے میدان میں آیئے تو

زندگی پایئے اور دوسروں کو زندہ کیجئے تا کہ اسلام کا پژمردہ پودا پھر سرسبز و شاداب ہو اور اس میں پھل اور پھول لگیں۔ اور دنیا کی اقوام اس کے سایہ تلے امن و آرام پائیں۔

درویش فنڈ
ایک مستقل تحریک ہے

آج سے پانچ چھ سال قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بعض غیر معمولی مستقل خرچ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے درویش فنڈ کی تحریک کا آغاز کیا گیا تھا جس میں شروع میں کثیر احباب جماعت نے حصہ لے کر رقوم مرکز میں بھجوائیں۔ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ اس مد کی آمد میں کمی ہونی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ گذشتہ دو تین سالوں سے درویش فنڈ میں برائے نام آمد رہ گئی ہے۔ حالانکہ خرچ کی ضروریات روز بروز بڑھ رہی ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے مخلصین جماعت کے خاص تعاون و توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر احباب جماعت اور عہدیداران مال چندہ درویش فنڈ کی بڑھتی ہوئی مستقل ضرورت کو پیش نظر رکھتے تو ان آمد میں بجائے کمی کے اضافہ ہونا یقینی تھا

چندوں میں اضافہ آمد کے متعلق سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خاص ارشاد کے پیش نظر موجودہ مالی سال میں درویش فنڈ کی تحریک کو از سرِ نو تازہ کرتے ہوئے اس میں اسلئے بیس ہزار روپے کا بجٹ آمد رکھا گیا ہے اس توقع اور امید کے ساتھ کہ احباب جماعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی کے علاوہ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لیکر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے اور اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کرنیوالے بنیں گے۔

اس تحریک میں حصہ لینے کیلئے وعدوں کے فارم علیحدہ جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں جملہ جماعتوں کے صدر صاحبان امراء و سیکرٹریان مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ درویش فنڈ کی تحریک کو تمام دوستوں تک پہنچا کر ان کے وعدے حاصل کر کے جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جو اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے والا نہ ہو۔ ناظر بیت المال قادیان

علاقہ دکن میں سالانہ تبلیغی جلسوں کا انعقاد

(مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج آندھرا پردیش و اضلاع میسور سٹیٹ)

(۲)

سفر تیماپور و شوراپور

مورخہ ۲۶ کو ہمارا قافلہ جزم تیماپور و شوراپور رتقریباً ۹ بجے صبح بذریعہ کار یادگیر سے روانہ ہوا۔ یہ مقام یادگیر سے ۳۲ میل دور واقع ہے۔ جماعت احمدیہ یادگیر کے کئی نوجوان بھی ہمرکاب تھے۔ شوراپور میں مقیم احمدی احباب سے ملاقات ہوئی انکو تاکید کی کہ اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لاکر غیر از جماعت لوگوں کو ساتھ لائیں اور جماعت احمدیہ تیماپور کے جلسے میں شامل ہوں

جماعت احمدیہ تیماپور کا چالیسواں سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۶ کی شام کو ۸½ بجے مارکیٹ بازار کے وسیع میدان میں جماعت احمدیہ تیماپور کا چالیسواں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ شامیانے کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ اسٹیج کی تیاری اور سجاوٹ میں خاص اہتمام ملحوظ رکھا گیا تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی بہت اچھا انتظام تھا۔ چونکہ یہ جلسہ حسب سابق جماعت احمدیہ یادگیر کی نگرانی میں ہوا تھا۔ اس لئے امسال بھی لاؤڈ اسپیکر کا انتظام اسی جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت کے مرد و عورتیں بھی شامل ہوئیں۔ کئی معزز ہندو شوراپور سے تشریف لائے۔ اور دلچسپی سے مبلغین کی تقاریر سنتے رہے۔ اس جلسہ کی صدارت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری نے فرمائی۔

سب سے پہلے رحمت اللہ صاحب تیماپوری نے قرآن مجید کی تلاوت کی ازاں بعد رحمت اللہ صاحب غوری یادگیری نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی مبارک احمد صاحب وکیل تیماپوری نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں جلسہ کے اغراض و مقاصد جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد اور خدمات اسلامی کا مختصراً تذکرہ فرمایا۔ آپ کے بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب مبلغ انچارج دہلی نے انبیاء علیہم السلام کی بعثت و ابنائے زمانہ کی مخالفت کے عنوان پر دلچسپ اور موثر اور مبسوط تقریر فرمائی۔ جس میں آدم علیہ السلام سے لے کر تا ایں دم نبیوں اوتاروں اور دیگر مصلحین کی آمد اور مخالفین کی فتنہ انگیزی انبیاء کی مشکلات اور بالآخر ان کی کامیابی کے دلآویز حالات بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ابتداء میں ہر آسمانی آواز کا مذاق اڑایا گیا۔ اسے دیوانے کی بڑ سمجھا گیا مگر آہستہ آہستہ وہی آواز غالب آئی اور ہزار مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کامیاب و کامران ہوئے چونکہ اس میں عام معروف انبیاء کے علاوہ سری کرشن۔ رام چندر اور مہاتما بدھ وغیرہ کے حالات کا بھی تذکرہ کیا گیا۔ اس لئے ہندو سامعین بہت زیادہ متاثر اور محظوظ ہوئے۔ اور قرآن مجید کی پر امن تعلیم سن کر اس بارے میں اسلام اور احمدیت کی جد و جہد کو بہت سراہا۔ اور خواہش کی کہ ایسے جلسے سب جگہ اور بار بار ہونے چاہئیں

آپ کے بعد عبد الصمد صاحب تیماپوری نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ صداقت اسلام و احمدیت کی سچائی کے تازہ اور زندہ نشان پر تقریر کی اور بتایا کہ موجودہ لادینی دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یعنی بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاں پسر موعود کی ولادت اور پھر آپ کا ان تمام صفات عالیہ سے متصف ہونا جو اس پیشگوئی میں قبل از وقت بیان کی گئی تھیں اور آپ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا زمین کے کناروں تک پہنچنا زندہ خدا کی ہستی کا ثبوت ہے۔ یہ پیشگوئی اور اس کی مفصل تشریح سامعین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔ حاضرین نے اس کو پوری توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنا۔ اس کے بعد قریشی عبد الرحمن صاحب صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی تیماپوری نے حاضرین و معززین کا شکریہ ادا کیا۔ دعا پر ½ ۱۱ بجے شب جلسہ کا اختتام ہوا۔

استقبال والوداع

جس روز ہمارا قافلہ تیماپور پہنچا اس روز جماعت احمدیہ تیماپور کے دوستوں نے قصبے سے باہر آکر بڑے ذوق و شوق اور محبت اور خلوص کے ساتھ استقبال کیا۔ پھولوں کے ہار پہنائے اسی طرح واپسی پر بھی احباب جماعت مشایعت کے لئے قصبہ کے باہر اڈہ تک تشریف لائے اور بڑی محبت کے ساتھ مصافحوں اور معانقوں کے بعد قافلہ کو الوداع کیا۔ فجزاھم اللہ

تیماپور سے واپسی اور ادگیر کے لئے روانگی

مورخہ ۲۷ کو ہمارا قافلہ تیماپور سے صبح نو بجے کے قریب واپس روانہ ہوا۔ اور قبل دوپہر واپس یادگیر پہنچ گیا۔ دوپہر کا کھانا کھا کر ظہر و عصر کی نمازیں پڑھیں اور بذریعہ کار اڈگور کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ مقام یادگیر سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہمارا قافلہ ۵ بجے کے قریب اڈگور پہنچا یہاں بھی جماعت احمدیہ اڈگور کے احباب مبلغین کی پیشوائی کے لئے موقع پر موجود تھے یہ سالانہ جلسہ بھی حسب سابق جماعت احمدیہ یادگیر کی زیر نگرانی منعقد ہو رہا تھا جہاں زیر تعمیر احمدیہ مسجد کے فراخ صحن میں شامیانہ لگایا گیا تھا۔ اور اسٹیج بنا کر اسے سجایا گیا تھا۔ یہ مسجد بمنزلہ بنائی جا رہی ہے۔ جس کی نچلی بارہ منزل مستورات کے لئے وقف ہے۔ یہ جماعت احمدیہ اڈگور کا انیسواں سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں احمدی مرد و زن کے علاوہ غیر از جماعت کے مرد و زن بھی شریک تھے۔ کئی معزز ہندو بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ جلسہ مورخہ ۲۷ کو پانچ بجے شب سے ۱۲ بجے شب تک جاری رہا۔ صدارت کے فرائض مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل یادگیری نے ادا فرمائے۔ بوجہ ناسازیٔ طبیعت آپ آخری وقت تک نہ بیٹھ سکے۔ اس لئے آپ کی جگہ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد ادریس سلمہ اللہ صدارت کرتے رہے۔ سب سے پہلے تلاوت کلام پاک خاکسار نے کی۔ پھر رحمت اللہ صاحب غوری یادگیری نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم پڑھ کر سنائی ازاں بعد مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج اتر پردیش نے (انبیاء علیہم السلام کے معجزات) پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے بیان کیا کہ اگرچہ دوسرے اہل مذاہب صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر اپنے بزرگوں کے معجزات بیان کرتے ہیں۔ لیکن اسلام میں تازہ بتازہ معجزات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثبوت کے لئے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے نام نامی اور وجود گرامی کو پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں ؎

ہر نبی زندہ شد بہ آمدنم

ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

آپ نے غیر از جماعت لوگوں کو پرزور تلقین کی کہ وہ قریب سے احمدیت کا مطالعہ کریں اور خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کا مشاہدہ کریں۔ اس کے بعد مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ یادگیر نے سیرت النبی صلعم پر تقریر کی اور حضور کی زندگی کے متعدد واقعات کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا۔ آپ کے بعد خاکسار نے تقریر کی، جس کا عنوان تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں۔ چنانچہ آپ کی کئی ایسی پیشگوئیاں جو روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہیں بیان کیں اور سامعین کو توجہ دلائی۔ کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ لیکن اپنے بندوں میں سے جن کو وہ چن لیتا ہے اور ان کی سچائی کیلئے ایسے نشانات دکھاتا ہے جو انسانی قیاس سے بالا ہوتے ہیں۔ پس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سچائی کا یہ بین ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اظہار علی الغیب سے نوازا۔ اور آپ کی تائید میں ارضی و سماوی نشانات ظاہر کئے آخر میں صاحب صدر نے حاضرین و معززین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

سفر رائچور

(جماعت احمدیہ رائچور کا تیسرا سالانہ جلسہ)

مورخہ ۲۸ کو ۹ بجے صبح ہمارا قافلہ رائچور کے لئے بذریعہ کار روانہ ہوا۔ یہ مقام اڈگور سے ۲۸ میل دور واقع ہے۔ دوپہر کے وقت ہمارا قافلہ منزل مقصود پر پہنچا اور ایک مخلص دوست غیر از جماعت وکیل مکرم مولوی عبد الستار صاحب حجاز کے بنگلہ پر قیام کیا۔ یہاں بھی جماعت احمدیہ یادگیر کا لاؤڈ سپیکر ہمارے ساتھ تھا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ رائچور کا یہ تیسرا جلسہ سالانہ بھی جماعت احمدیہ یادگیر کی زیر نگرانی ہی منعقد ہو رہا تھا۔ یہ جلسہ بتاریخ ۲۸ بوقت ۹ بجے شب بصدارت مولوی نذیر احمد صاحب یادگیری منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ حاجی منزل واقع چوک تین قندیل ایک غیر از جماعت مخلص دوست مکرم حاجی احمد صاحب رئیس رائچور کی پیش کردہ تھی۔ جو رنگ برنگ جھنڈیوں سے خوب آراستہ کی گئی تھی جلسہ گاہ میں جگہ بہ جگہ تبلیغی قطعات آویزاں کئے گئے تھے۔ جسے حاضرین جلسہ حیرت و

استنجاب کے ساتھ دیکھتے رہتے۔ حاضری بہت ہی خوش کن تھی اور بجز چند احمدی افراد کے تمام مجمع غیر از جماعت دوستوں پر مشتمل تھا اس جلسہ کے انتظام و انصرام کا بیشتر بوجھ ایک نو احمدی مکرم عبد الکریم صاحب مالک عفور یہ پریس رائچور نے برداشت کیا۔ احباب ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو خاکسار نے کی۔ ازاں بعد مکرم رحمت اللہ صاحب غوری یادگیری نے خوش آوازی کے ساتھ کلام محمود سے ایک نظم سنائی ازاں بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے تقریر فرمائی۔ چونکہ ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ اہل رائچور احمدیت کے خالص تبلیغی مسائل سننے کا شوق رکھتے ہیں۔ اور مولوی فیض احمد صاحب مبلغ علاقہ نے اپنی ذاتی واقفیت کی بناء پر یہی استدعا کی تھی کہ خالص تبلیغی مسائل پر ٹھوس تقریر کی جائے۔ اسلئے مولانا نے بڑے مؤثر انداز اور دلکش پیرایہ میں وفات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالی اور یہ امر موجب مسرت ہے کہ تمام حاضرین نے دلچسپی اور توجہ کے ساتھ یہ مبسوط تقریر سنی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ جلسہ گاہ میں بعض علماء یہ چہ میگوئیاں کرتے ہوئے پائے گئے کہ احمدی مبلغین سے مل کر ان مسائل پر تبادلۂ خیالات کرنا چاہیئے۔ بہرحال آج پہلی مرتبہ رائچور کی فضا احمدیت کے خالص ذکر اور تبلیغی مسائل سے گونجتی رہی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ نیک نتائج پیدا فرمائے (آمین)

اس کے بعد خاکسار نے احمدیت کے ذریعہ تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک کے عنوان پر تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر جماعت احمدیہ کے پھیلاؤ، شوکت دلائل کی قوت اور نادر المثال لٹریچر کا ذکر کیا۔ اور بتلایا کہ کس طرح ہر میدان میں اسلام و احمدیت کا بول بالا ہو رہا ہے۔ اور دشمنانِ دین ایک ایک کر کے میدان چھوڑتے چلے جا رہے ہیں نیز اہل اسلام کو دعوت دی کہ وہ احمدیت میں شامل ہو کر تبلیغ اسلام کے کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں اور احمدیت کے مسائل سے کما حقہٗ واقفیت بہم پہنچانے کے لئے مرکز سلسلہ مبلغ علاقہ اور احمدیہ دار المطالعہ رائچور سے رجوع فرمادیں۔ اس کے بعد صاحب صدر نے حاضرین جلسہ و مقررین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد دعا پر جلسہ برخواست کیا۔

شکریۂ احباب یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آخری وقت تک محکمہ متعلقہ کی طرف سے لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہیں ملی تھی۔ مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری اور احمد حسین صاحب درویش قادیان اور ان کے خسر مکرم عبد السبحان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رائچور اور مولوی عبد الکریم صاحب مالک مطبع غفوریہ کی بروقت تگ و دو وجد وجہد بار آور ہوئی اور اجازت مل گئی۔ مگر بدقسمتی سے جلسہ گاہ کا main fuse اڑ جانے کی وجہ سے سخت پریشانی ہوئی۔ جس کا تدارک یوں ہوا کہ عبد الغنی صاحب برادر عبد الکریم صاحب موصوف کی کوشش سے جلسہ گاہ سے متعلقہ مسجد سے کنکشن مل گیا۔ ۲½ گھنٹے تک ہمارا یہ جلسہ برقی روشنی کے ساتھ جاری رہا ہم حاجی منزل کے مالک مکرم حاجی احمد صاحب اور ملحقہ مسجد کے متولی صاحب کے بے حد شکر گذار ہیں۔ کہ انہوں نے غیر از جماعت ہونے کے باوجود تعاونوا علی البر کا شاندار مظاہرہ کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سفر دیودرگ

مورخہ ۲۹/۴ کو ہمارا قافلہ بذریعہ کار رائچور سے ۱۲ بجے دوپہر کے قریب دیودرگ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جگہ رائچور سے ۳۶ میل دور ہے۔ یہ جگہ خشک پہاڑوں سے محصور اور بے انتہا گرم ہے۔ جماعت احمدیہ کے ننھے بچے اور بچیاں ہمارے استقبال کے لئے قصبے سے بہت دور باہر آئے ہوئے تھے ان کے اس جذبۂ محبت کو دیکھ کر اُخوت اسلامی اور احمدیت کی با دری ایک نعمتِ عظمیٰ محسوس ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان ننھے ننھے پودوں کو پروان چڑھائے۔ اور احمدیت کے ستون بنائے۔ کار آگے بڑھی تو احباب جماعت کو بھی اپنی اپنی پیشوائی کے لئے ہمہ تن انتظار پایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اگرچہ احباب نے ایک پرانے احمدی مکرم عبد الرحیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دیودرگ کے مکان پر مہمانوں کے قیام کا انتظام کیا ہوا تھا۔ مگر شدت گرمی کے باعث مقامی ڈاک بنگلہ میں مہمانوں کو اتارا گیا۔

بارھواں سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۹/۴ بوقت ۹ بجے شب عدالت منصفی کے وسیع کمپاؤنڈ میں جماعت احمدیہ دیودرگ کا بارھواں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ میں چھوٹا سا شامیانہ لگایا گیا تھا۔ سٹیج کی سجاوٹ کے علاوہ جلسہ گاہ کو بھی رنگین جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا۔ خواتین کے لئے نشست کا باپردہ انتظام تھا۔ یہاں بھی لاؤڈ سپیکر کے لئے تھوڑی سی پریشانی ہوئی۔ مگر مکرم رحمت اللہ صاحب غوری یادگیری اور مقامی احمدیوں کی دوڑ دھوپ سے اجازت مل گئی۔ دیودرگ کا یہ جلسہ سالانہ بھی جماعت احمدیہ یادگیر کے زیر نگرانی منعقد ہو رہا تھا اسلئے یہاں بھی یادگیر والوں نے لاؤڈ سپیکر اور روشنی کا تسلی بخش انتظام کیا تھا۔

صدارت کے فرائض مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ علاقہ نے سرانجام دیئے۔ سب سے پہلے خاکسار نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور جلسہ کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد مکرم رحمت اللہ صاحب غوری نے دوبیتی سے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ اس کے بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے تقریر فرمائی۔ چونکہ یہاں بھی حاضرین جلسہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ انہیں براہ راست جماعت احمدیہ کے عقائد سے آگاہ کیا جائے مگر منقولی دلائل سے نہیں بلکہ زیادہ تر معقولی دلائل دیئے جائیں۔ کیونکہ وہ عالم نہیں ہیں۔ تاکہ منقولی دلائل کا موازنہ کر سکیں۔ بلکہ بیشتر معقولی دلائل کو خوب پرکھ سکتے ہیں۔ اسلئے مولانا موصوف نے متعدد معقولی دلائل پیش کر کے عقائد احمدیت کی حقانیت کو ثابت کیا مثلاً وفات مسیح ناصری علیہ السلام ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر سیر حاصل بحث کی۔ آپ کی تقریر دو گھنٹے تک جاری رہی۔ جسے حاضرین نے بڑے صبر و سکون توجہ اور دلچسپی سے سنا۔ آپ نے مؤثر انداز میں غیر از جماعت احباب کو احمدیت میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقریر کی۔ جس میں آیت کریمہ افلا یرون انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها سے استدلال کر کے احمدیت کے آغاز کا اور موجودہ دور میں اس کے اکناف عالم تک پھیل جانے کا تذکرہ کیا۔ اور بتایا کہ شدید مخالف حالات کے باوجود احمدیت کی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا درخشاں ثبوت ہے۔ اور کمال یہ ہے کہ اس ساری ترقی کے متعلق آپ نے قبل از وقت پیشگوئیاں فرمائیں۔ وہ بھی ایسے حالات میں کہ کوئی انسانی قیاس آرائی یہ خبر نہیں دے سکتی تھی جلسہ میں احمدیوں کے علاوہ کافی تعداد میں غیر از جماعت مرد و زن اور غیر مسلم حضرات بھی شریک ہوئے اور آخر تک اطمینان کے ساتھ تقریر سنتے رہے

آخر میں صدر صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کر کے دعا پر جلسہ برخاست کیا۔

واپسی

مورخہ ۳۰/۴ کو ہمارا قافلہ صبح ۷ بجے کے قریب دیودرگ بذریعہ کار واپس روانہ ہوا اور راستہ میں مانوی اوٹکور اور یادگیر ٹھیرتا ہوا رات کی ٹرین سے حیدر آباد کے لئے روانہ ہوا۔ اس سارے دورے میں جماعت احمدیہ یادگیر نے اپنا لاؤڈ سپیکر اور مکرم نعمت اللہ صاحب غوری نے اپنی کار تبلیغی وفد کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ مکرم طاہر احمد صاحب احمدی یادگیری لاؤڈ سپیکر کے انچارج تھے۔ جو ہر جگہ نہایت اخلاص اور محنت سے اُسے OPERATE کرتے رہے۔ یہ عزیز حضرت مولوی عبد الکریم صاحب حیدر آبادی کے پوتے ہیں۔ جن کو ان کے زمانہ طالب علمی اور قیام قادیان کے دوران دیوانے کتے نے کاٹ لیا تھا اور وہ دوسرے بکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے معجزانہ طور پر شفایاب ہوئے تھے۔ اور اس سفر میں اگرچہ ایک نوجوان بنام عبد السلام صاحب ڈرائیور ہمرکاب ہے جو اس لمبی مسافت میں بڑے خلوص کے ساتھ کار کی دیکھ بھال کرتے رہے اور بوقت ضرورت اُسے کھول کر اس کی صفائی کا بھی اہتمام کرتے رہے۔ تاہم مکرم رحمت اللہ صاحب غوری اس طویل سفر میں شدید گرمی کے باوجود انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ ڈرائیور کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اپنی سُریلی آواز سے نظمیں پڑھ کر اپنی طبعی ظرافت سے ہم سفروں کے لئے تفریح و تفنن کے سامان بہم پہنچاتے رہے۔ رائچور کے جلسہ میں جماعت احمدیہ یادگیر کے کئی نوجوان جو مقامی خدام الاحمدیہ کے ممبر ہیں شریک ہوئے۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل یادگیری اپنی علالت کے باوجود اس دورہ میں رائچور تک تبلیغی وفد کے ساتھ رہے۔ اور چونکہ ہر جگہ مقامی افسران پولیس وغیرہ میں کوئی نہ کوئی آپ کے شناسا اور گہرے دوست مل جاتے رہے۔ اسلئے تبلیغی فرائض کی انجام دہی میں بڑی سہولت رہی اور جلسہ کے انتظامات میں اخلاص کے ساتھ ہاتھ بٹاتے رہے۔ اس دورے میں مختلف جماعتہائے احمدیہ نے جن کا ذکر اوپر گذر چکا۔ بڑی عقیدت و محبت اور اخوت احمدیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر مہمان نوازی کے فرائض ادا کئے۔ اور شدید گرمی اور سفر کی کوفت کے باوجود ارکان وفد کو محسوس تک نہ ہونے دیا کہ وہ اجنبی علاقوں میں سفر کر رہے ہیں بلکہ ہر جگہ یہ محسوس ہوا جیسے یہ وفد اپنے قریبی ماحول بلکہ عزیزوں میں نقل و حرکت کر رہا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ یادگیر دیہا پور کے دو افراد نے بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں استقامت بخشے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس سفر کو ثمر ثمرات حسنہ بنائے اور کرناٹک کے اس علاقہ میں قبول احمدیت کیلئے لوگوں کے دلوں کو کھول دے۔ آمین۔

اسّی فی صدی تک بجٹ پورا کرنیوالی جماعتیں

گذشتہ مالی سال ۳۰ راپریل ۱۹۶۰ء کو ختم ہو چکا ہے جن جماعتوں کی طرف سے بجٹ لازمی چندہ جات کی وصولی سَو فیصدی سے اسّی فی صدی تک ہوئی ہے اُن کے نام ذیل میں بغرض دعا شائع کئے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان جماعتوں کے افراد اور عہدیداران کا حافظ و ناصر رہے۔ اور انہیں آئندہ بھی پہلے سے بڑھ چڑھ کر خدماتِ سلسلہ کے لئے ہمت و کوشش کی توفیق بخشے۔ اور جن جماعتوں کی وصولی میں کمی رہ گئی ہے اُن کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو بہتر رنگ میں محسوس کر کے عملی طور پر پورا کرنے کی سعادت بخشے (آمین)۔

نظارت ہذا علاوہ عہدہ دارانِ مال کے ان جماعتوں میں مقیم مبلّغین صاحبان کی ممنون ہے جنہوں نے وصولی بجٹ کے کام میں مرکز سے تعاون کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے۔

اب نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے اور سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت امسال متوقع چندوں میں قریباً بتیس ہزار روپیہ کے اضافہ کے ساتھ بجٹ رکھا گیا ہے۔ جس کی سو فیصدی وصولی کے لئے احبابِ جماعت و عہدیدارانِ مال اور مبلغین صاحبان کو ابھی سے خاص توجہ اور کوشش کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص دل سے اعلیٰ معیار پر ایثار و قربانی کی توفیق عطا فرما دے اور ہماری کوششوں کو اپنے فضل سے نوازے (آمین)

سو فیصدی بجٹ پورا کرنے والی جماعتیں

یادگیر۔ شموگہ کی وصولی سو فی صدی سے بھی زائد ہے۔

چمبہ۔ بجوپورہ۔ امروہہ۔ سردار نگر۔ صالح نگر۔ تنگلہ گھنوڈیلی (یوپی)

بستہ (صوبہ سی۔پی)

پٹنہ۔ مظفرپور۔ چک مسکی۔ آڑھا۔ بھاگل پور۔ رانچی (بہار)

بھدرک۔ کرڈاپلی۔ سمبل پور۔ کیرنگ (اڑیسہ)

حیدرآباد۔ چنتہ کنٹہ (آندھرا)

جنگلور۔ کرولائی۔ بتیاپریم۔ پینگاڈی (مالابار میسور)

رشی نگر۔ ہرمستان۔ چارکوٹ۔ سید باری (کشمیر)

(جموں)

۸۰ فیصدی تک بجٹ پورا کرنیوالی جماعتیں

- شاہجہان پور۔ گونڈہ۔ علی پور کھیڑہ۔ جے پور (یوپی)
- خانپور ملکی۔ کلکتہ (بہار و بنگال) کوٹ پلہ۔ بھینیشولہ (اڑیسہ)
- سکندرآباد (آندھرا)۔ بمبئی۔ سورب۔ مرکرہ۔ منارگھاٹ (میسور و مالابار)
- شورت۔ کنی پورہ (کشمیر)

(ناظر بیت المال قادیان)

سیٹھ خیر الدین صاحب لکھنؤ کے اخراج از جماعت کا اعلان

احبابِ جماعت کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ سیٹھ خیر الدین صاحب امین آباد پارک لکھنؤ نے چونکہ دار القضاء سلسلہ احمدیہ کے بعض فیصلہ جات کی تعمیل باوجود تاکید اور متعدد بار توجہ دہانی کے نہیں کی۔ اسلئے ان کو جماعت احمدیہ سے اخراج کی سزا دی جاتی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

زکوٰۃ کو ادا کر کے اپنے مالوں کو بڑھانا اور پاکیزہ کرنا ہر صاحبِ نصاب کا فرض ہے

اسلام کے متعلق غیر مسلموں کی غلط فہمیاں (بقیہ صفحہ)

وقت یا تو اُن کی مناسب تشریح و تفصیل بیان کرتے یا ترجمہ ہی ایسا جامع کرتے جس سے جملہ ایسے اعتراض خود بخود دور ہو جاتے۔ چونکہ بالعموم ایسا نہیں کیا گیا اسلئے بعض ایسے تراجم کی وجہ سے اسلام غیر مسلموں کے اعتراضات کا نشانہ بن گیا۔

مثال کے طور پر ابھی چند روز ہوئے اخبار پرتاپ میں ایک ہندو دوست کا مضمون "دشمنوں کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟" کے عنوان سے شائع ہوا۔ گو اس وقت مضمون کے نقطۂ مرکزی سے ہمیں کچھ بحث نہیں جو اس نے "خود جیؤ اور دوسروں کو جینے دو" کے اصول کے متعلق اختلاف کے رنگ میں بیان کیا تاہم مضمون نگار نے اس سلسلہ میں لکھا کہ

"ہندوستان میں متضاد تہذیبوں میں ٹکر ہو رہی ہے۔ اسلام عیسائیت اور کمیونزم سے ہمارا سامنا ہے۔ ہمیں یہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ ہم کامیاب نہیں ہو رہے"۔ خود جیؤ اور دوسروں کو جینے دو" اس اصول کی اسلام سے سیدھی ٹکر ہے۔ مسلمانوں کا خدا کہتا ہے "کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اپنے آس پاس کے کافروں سے لڑو۔ اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔ (قرآن ترجمہ مولانا آزاد) مسلمانوں کے لئے خدا کے بعد حضرت محمد صاحب کے حکم کا ماننا فرض ہے بخاری شریف کی حدیث میں لکھا ہے کہ:- حضرت محمد صاحب نے کہا لڑائی فریب دہی کا نام ہے۔ جھوٹی باتیں بنا کر دشمن کو قتل کرو۔ کافر کو کھلم کھلا یا چھپ کر قتل کرنا جائز ہے"۔ (پرتاپ ۱۱ مئی ۶۰ء)

دیکھا آپ نے اسلام کی پاک تعلیم کس قدر بگاڑ کر پیش کی جا رہی ہے اور وہ بھی بڑی بلند پایہ شخصیتوں کی تالیفات کے حوالہ سے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے ماحول میں غیر مسلموں کے سامنے کبھی بھی اسلام کی صحیح تصویر نہیں آ سکتی۔ اس روشن زمانہ میں تو اسلامی مبلغین کے لئے دوہری مساعی کی ضرورت ہے۔ اُنہیں سب سے پہلے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے جو غیر مسلم دنیا اسلام کے بارہ میں اپنے دماغوں میں لئے بیٹھی ہے۔ اور یہ کوئی آسان کام نہیں اس کو انجام تک پہنچانے کے لئے ہمیں تمام پرانے اسلامی لٹریچر کی چھان بین کرنا ہوگی اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہمیں پرانے قرآنی تراجم پر نظر ثانی کرنی ہوگی احادیث کا صحیح انداز فکر سے ترجمہ کرنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ صحیح نقطۂ نظر سے اسلام کے محاسن اور اس کے فضائل پیش کرنے ہونگے تب جا کر غیر مسلم دنیا اسلام کے منور چہرے کی گرویدہ ہوگی!!

اسی موقعہ پر آسمانی راہنمائی کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ محفوظ اور ہر طرح سے معصوم صورت ہے۔ جو دین برحق کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں کارآمد اور مفید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو وہ تمام قرآنی آیات اور احادیث مقدسہ کے تراجم و معانی جو غیر مسلموں کو اسلام کی نسبت بدظن بلکہ بے راہ کرنے کا باعث بنے آسمانی ہدایت و راہنمائی کے بغیر اپنی ہی عقل و فکر سے بیان کرنے والوں سے پیدا ہوئے۔ اس کے برعکس اگر آسمانی ہدایت سے مستفید ہوتے تو کبھی ایسا نہ ہوتا۔

اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون

کے وعدہ کے مطابق قرآن کریم کی معنوی حفاظت کے لئے مجددین کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ اور ہر زمانہ کی ایسی خرابی کی اصلاح انہیں مقدس وجودوں کے ذریعہ انجام پاتی رہی ہے چنانچہ اس زمانہ میں جس طور پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اسلام کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کیا خدا کے فضل سے ہر میدان میں آپؑ کو حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ خدا تعالیٰ کے حکم سے اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے اسلام کی اصل تصویر دنیا کے سامنے رکھی۔ آپؑ نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی جو تشریح و تفصیل بیان کی وہ اس کے پیش نظر ایک تو مخالفین کی غلط فہمیاں خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ دوسرے اسلام کی اعلیٰ تعلیم اپنی بے نظیر جامعیت اور بے مثال حسن کے ساتھ منصۂ شہود پر آجاتی ہے!!۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی اسلام کو اس وقت اشد ضرورت تھی اور جسے اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر پورا کر دیا۔

پیرس ۱۶ مئی چار بڑے دیشوں امریکہ روس، برطانیہ اور فرانس کے سربراہوں کی کانفرنس کا آغاز آج نہ ہوا کیونکہ کانفرنس مقررہ وقت پر نہ شروع ہو سکی اور مسٹر خروشچیف کی درخواست پر اسے اچانک ایک گھنٹہ کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔ کانفرنس ملتوی کئے جانے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ اس خبر کا پتہ اس وقت چلا جب صدر آئیزن ہاور اور مسٹر میکملن امریکی سفارت خانہ میں ناشتہ پر بات چیت میں مصروف تھے۔ اس خبر سے سفارتی حلقے حیران رہ گئے۔ سفارتی مبصروں نے کہا ہے کہ روسیوں نے کانفرنس ملتوی کرنے کی کوئی وجہ نہیں دی۔ لیکن انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مسٹر خروشچیف صدر آئیزن ہاور کے ساتھ ایسے موقعہ پر پرائیویٹ بات چیت کرنا نہیں چاہتے جس موقعہ پر صدر ڈیگال اور مسٹر میکملن موجود ہوں۔ مسٹر خروشچیف صدر آئیزن ہاور سے یہ یقین دہانی حاصل کرنے پر اصرار کر رہے ہیں کہ امریکہ جاسوسی کیلئے کوئی اور جہاز روس پر پرواز کرنے کیلئے نہ بھیجے گا۔ مسٹر خروشچیف نے کل صدر ڈیگال اور مسٹر میکملن سے جو ملاقاتیں کی تھیں اُن کے پس پردہ یہی مقصد کارفرما تھا۔

واشنگٹن ۱۶ مئی امریکہ کی انفرمیشن ایجنسی کے سربراہ جارج ایلن نے ایک بیان میں کہا ہے کہ روس میں گرائے جانے والے امریکی جہاز کے ہوا باز فرانسس پاورز کو ہدایت کی گئی تھی کہ اگر ان کا جہاز مار گرایا جائے تو وہ اپنا مقصد خود صحیح صحیح بتا دے۔ اس سے پاورز نے پکڑے جانے کے بعد اپنا مقصد صحیح طور پر بیان کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ہرٹر نے کبھی یہ نہیں کہا کہ امریکہ روس پر جاسوسی کے لئے جہازوں کی پرواز ترک نہ کرے گا۔ مسٹر ہرٹر نے یہ کہا تھا کہ امریکہ اور آزاد دنیا کے دیگر دیش اس کے متعلق اطلاع حاصل کرنے کی کوشش ترک نہ کریں گے۔

سلسلہ کا نایاب لٹریچر

تفسیر کبیر سورہ فاتحہ و البقرہ کے آٹھ رکوع /12 سورہ یونس تا کہف /10 سورہ مریم طٰہٰ انبیاء پر مشتمل /9 سورہ حج و مومنون و نور /10 سورہ فرقان و شعراء /12 سورہ نباء و عم /15 سورہ الشمس /10 سورہ عادیات /10 سورہ زلزال والناس /5 جو کہ 9 عدد کا پورا سٹ /134 ہے الگ الگ بھی مل سکتا ہے۔ تفسیر صغیر /10 بلا جلد قریباً 18 روپے مجلد /13 نذرانہ پیشگی۔ اسلام کی پہلی سے پانچویں کتاب کا پورا سٹ /12 الفضل ۱۹۱۳ سے ۱۹۴۶ تک مجلد /800 روپے متفرق فائل /25 ۱۹۵۰ سے ۱۹۵۹ تک فی فائل /25 ریویو اردو ۱۹۰۲ سے ۱۹۴۷ تک کا پورا سٹ فی فائل /10 /12 ریویو آف ریلیجنز انگریزی متفرق فائل /5 متفرق پرچہ جات /6 متفرق پرچہ جات اردو /4 رفرقان تادیان فی جلد /12 تشحیذ الاذہان /10 فی جلد /8 مصباح فی جلد /2 قرآن مجید مترجم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب /8 قرآن مترجم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی /6 /8 قرآن مجید معرّا و حمائل کتب حضرت مسیح موعودؑ و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی و سلسلہ کی دیگر کتب موجود ہیں۔ تذکرہ نیا ایڈیشن مع اضافہ /15 روپے میں حاصل کریں ہر کتب و قرآن مجید کی نصف قیمت پیشگی آنی ضروری ہے۔ نزدیکی ریلوے سٹیشن سے مطلع کریں۔

ملنے کا پتہ

ابو المنیر فخر الدین مالاباری کتب فروش قادیان